درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دار الافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات
باب ماجاء فی حب الولد :
بچوں کے ساتھ محبت کا بیان

حدثنا ابن أبی عمر ثنا ابوسفیان عن ابراهیم بن میسرة قال سمعت ابن ابی سوید یقول سمعت عمر بن عبدالعزیز یقول : زعمت المرأة الصالحة خولة بنت حکیم قالت خرج رسول الله ﷺ ذات یوم وهو محتضن أحد ابنی ابنته وهو یقول: انکم لتبخلون وتجبنون وتجهلون وانکم لمن ریحان الله : وفی الباب عن ابن عمر والاشعث بن قیس حدیث ابن عیینه عن ابراهیم بن میسرة لا نعرفه الامن حدیثه ولانعرف لعمر بن عبدالعزیز سماعاً من خولة۔

ترجمہ: ابن ابی سوید روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ: نیک اور پاکباز عورت' خولہ بنت حکیمؓ کا خیال ہے (اور اپنے خیال اور گمان کے مطابق) انہوں نے کہا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ اپنے دونواسوں میں سے ایک کو گود میں لئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے (کہ اے بچو!) تم آدمی کو بخیل بناتے ہو' بزدل بناتے ہو' اور جاہل و بے علم بناتے ہو۔ اور بے شک تم اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اور اس باب میں ابن عمر اور اشعث بن قیسؓ سے بھی روایات آتی ہیں۔ اور ابن عینیہ کی حدیث' ابراہیم بن میسرہ سے' ہمیں ابن عینیہ کے علاوہ کسی اور سے معلوم نہیں ہے۔ اور عمر بن عبدالعزیز کا سماع' حضرت خولہ سے ہمیں معلوم نہیں۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ: حضرت خولہؓ حکیم بن امیہ سلمی کی بیٹی تھیں۔ ان کو ''خویلۃ'' بھی کہا جاتا ہے یعنی تصغیر کے ساتھ بھی ان کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے نکاح میں تھیں۔ یہ مشہور صحابیہ تھیں۔ بعض کا کہنا ہے (کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات کے بعد) انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے بدون مہر کے ہبہ کر کے نکاح کر دیا تھا۔ (تحفۃ الأحوذی) لیکن بعض کا قول ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کسی بھی عورت سے بدون مہر کے بطور ہبہ کرنے' اپنے نفس کے نکاح نہیں کیا۔ یعنی اگرچہ سورۃ الاحزاب کی آیت: وامرأة مومنة إن

وھبت نفسھا للنبی إن اراد النبی أن یستنکحھا (الآیۃ ۔ الاحزاب ۔ ۵۰)
میں نبی کریم ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ اس قسم کے نکاح کی اجازت دی گئی ہے لیکن ایسا کوئی نکاح موجود نہیں ہوا۔

بہرحال حضرت خولۃ بنت حکیمؓ بڑی شان کی صحابیہ تھیں، بہت سے صحابہ و تابعینؒ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ علم اور ورع و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز تھیں۔ چنانچہ روایت مذکورہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان سے روایت کرنے کے وقت ان کو "المرأۃ الصالحۃ" سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی نیک اور پاکباز عورت۔

وھو محتضن أحد ابنی ابنتہ ۔ محتضن، احتضان سے اسم فاعل ہے۔ احتضان کے معنی ہے گود میں لینا اور حضن کے معنی ہے، گود۔

حضانت بھی اسی سے ماخوذ ہے جو کہ اصطلاح میں بچے کی پرورش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ أحد ابنی ابنتہ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے دو بیٹوں (حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ) میں سے ایک کو گود میں لئے ہوئے تھے اور ان سے فرمایا کرتے تھے' انکم لتبخلون و تجبنون و تجھلون، تینوں صیغے باب تفعیل سے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے بچو! تم آدمی کو بخیل، بزدل، اور جاہل بنادیتے ہو، کیونکہ جب آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوجائے تو بچوں کی خاطر کوڑی کوڑی جمع کرنے لگتا ہے۔ اور اعمال خیر میں مال لگانے سے رک جاتا ہے' اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں بچوں کی ضروریات پوری کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔ نیز بچوں کا بے سہارا رہ جانے کے خوف سے شوق شہادت کم ہوجاتا ہے اور جہاد میں جانے سے ڈر لگتا ہے۔ اور یونہی آدمی بزدل بن جاتا ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ بڑے بڑے جنگجو اور بہادر بسا اوقات کسی آدمی کے نازیبا حرکات اور ناگفتہ بہ کلمات پر چشم پوشی کرکے جنگ و جدل سے پہلو تہی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں اس کے بچوں کو خطرات لاحق نہ ہوں۔ اسی طرح بچوں کے لئے روزی کمانے کی فکر اور انکے ساتھ محبت و اشتغال کی وجہ سے آدمی علم حاصل نہیں کرسکتا اور اسی طرح وہ جاہل بن جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسا مولوی صاحب کہیں سینکڑوں ہزاروں میں ایک ہوگا جو عیالدار بنجانے کے بعد طلب علم کے لئے نکل کر عالم دین بن چکا ہو۔ بلکہ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ طالب علم والدین کو تو چھوڑ کر علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے، لیکن جب بیوی اور بچے آجاتے ہیں تو وہ اس کے لئے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور پھر وہ تحصیل علم کو مکمل نہیں کرپاتا۔ ؎ اے جگر بند و پائے بند عیال دگر آزادگی مبند خیال

وانکم لمن ریحان اللہ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ریحان کا معنی ہے رحمت، رزق، رزق کی فراخی، اور سونگھنے کا خوشبودار پودا۔ اور یہ آخری معنی لینا بھی درست ہے کیونکہ بچہ بھی خوشبودار پھول کی طرح سونگھا جاتا ہے اور اس کا بوسہ لیا جاتا ہے اور ترمذی نے حضرت انسؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ، حسن اور حسینؓ کو بلاتے تھے اور ان دونوں کو سونگھتے تھے اور ان کو اپنے سینہ سے لگالیتے تھے۔

اور طبرانی کی ایک روایت حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے: قال: دخلت علی رسول الله ﷺ والحسن والحسين يلعبان بين يديه فقلت أتحبهما يارسول الله؟ قال: وكيف لا؟ وهماريحانتاى من الدنيا أشمهما انتهى (تحفۃ الاحوذی)

ترجمہ: حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور حسن و حسینؓ آپ ﷺ کے سامنے کھیلتے تھے تو میں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے کس طرح محبت نہ رکھوں؟ حالانکہ دنیا میں تو یہ میرے دوگلدستے ہیں کہ میں ان کو سونگھتا ہوں۔

پس ان روایات کی بناء پر انکم لمن ریحان اللہ کا یہ معنی لینا بھی درست ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوشبودار پودوں میں سے ہو۔

(مجھے اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں ایک بیٹا دیا ہے۔ جس دن میں حج سے آیا (ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حج کے صلہ میں یہ نقد نعمت عطا فرمائی۔ میں نے اسکا نام خذیمہ رکھ دیا ہے۔ اسامہ کا چھوٹا بھائی ہے۔ حامد الحق اور راشد الحق دو بھائی تھے' اسامہ اکیلا تھا اب یہ بھی بحمد للہ دو ہوگئے۔ اسامہ اور خذیمہ (بارک اللہ فی اعمارهم) تو بچے اللہ تعالیٰ کی پیاری نعمت ہے) لانعرف لعمر بن عبدالعزيز سماعاً من خولة:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے عمر بن عبدالعزیزؒ کا سماع معلوم نہیں۔ اس کے متعلق حافظؒ نے ''تہذیب التھذیب'' میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت خولہ بنت حکیم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں' پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی یہ روایت حضرت خولہ بنت حکیم سے منقطع ہے۔

اولاد کی مدح اور ذم میں تطبیق: اس روایت میں پہلے تو اولاد کی مذمت کی گئی ہے کہ بچے آدمی کو بخیل' بزدل اور جاہل بنادیتا ہے۔ اور پھر حدیث کے آخر میں ذم سے مدح کی طرف رجوع کیا گیا ہے کہ اس کے باوجود اولاد اللہ تعالیٰ کی رحمت' اور ایک قسم کی نعمت ہے۔ پس اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے اور فتنہ وامتحان بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اپنی نعمتوں کی فہرست میں شمار فرمایا ہے۔ وجعل لكم من ازواجكم بنين وحفدة ورزقكم من الطيبٰت أفبالباطل يومنون وبنعمة الله هم يكفرون۔ (النحل ۷۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیئے۔ اور کھانے کو دیں تم کو پاکیزہ چیزیں۔ پس کیا یہ لوگ جھوٹی چیزوں پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسان کی بے قدری کرتے ہیں؟

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: امدكم بانعام وبنين ٥ وجنت وعيون ٥ (الشعراء: ۱۳۳۔۱۳۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دیئے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے۔

حضرت زکریاؑ نیک اولاد کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے تھے: رب هب لی من لدنک ذریة طیبه (ال عمران:۳۸) ترجمہ: اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

ورحضرت ابراہیمؑ نیک اولاد دینے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسمعیل و اسحق (ابراهیم:۳۹)

ترجمہ: شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھ کو بڑھاپے میں (دو بیٹے) اسماعیل اور اسحٰق (علیہما السلام) عطا فرمایا۔

ان آیات کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ بعض بیویاں اور اولاد آپ کے دشمن ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ سورۃ التغابن میں ارشاد ربانی ہے: یا ایها الذین امنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروهم (الایۃ) ترجمہ: ایمان والو! بے شک تمہاری بعض بیویاں اور (بعض) اولاد تمہارے لئے دشمن ہیں۔ پس تم ان سے بچتے رہو۔ اور اس کے بعد دوسری آیت میں ارشاد ہے:

انما اموالکم و اولادکم فتنة و الله عنده اجر عظیم (التغابن:۱۴۔۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد، یہ آزمائش کی چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

<u>بیوی بچے بڑا امتحان ہیں:</u> خلاصہ یہ ہوا کہ اولاد دنیا کی مرغوب چیزوں میں سے ہے اور اولاد کے ساتھ محبت ایک فطری چیز ہے۔ پس ایسی محبوب و مرغوب چیز کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا، بڑی نعمت ہے۔ لیکن بعض مرتبہ آدمی بیوی اور بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے اور بیوی بچوں کی خاطر بہت سی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور بہت سی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہوجاتا ہے جو کہ انسان کے ابدی خسران کا سبب ہے۔ پس جو اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنے وہ درحقیقت اس کے بدترین دشمن ہیں۔ اور یہ ایسے دشمن ہیں کہ ان کی دشمنی کا بسا اوقات انسان کو احساس نہیں ہوتا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ان دشمنوں سے ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ ان کی دنیا سنوارنے کیلئے اپنا دین برباد کرلو۔ بیوی بچے اور مال سب چیزیں امتحان کے لئے ہیں کہ کون ان فانی چیزوں کی محبت میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے۔ اور کون ہے جو ان چیزوں کو آخرت کے لئے ذخیرہ بناتا ہے اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ پس بچوں کے ساتھ محبت میں اعتدال سے کام لینا چاہیے کہ بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا برتاؤ کرے ان پر حسب استعداد خرچ کرے انکی تربیت کا پورا خیال رکھے۔ ان کو علم دین سکھا کر اچھی راہ پر لگادیں تو ایسی اولاد والدین کیلئے انکی زندگی میں بھی رحمت، راحت، سکون عزت اور خوشی کا باعث ہوتی ہیں۔ اور والدین کے فوت

ہونے پر بھی انکے لئے باقیات الصالحات ہونگی اور اگر کوئی آدمی اولاد کی محبت کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے دے اور انکی محبت اور ان کے ساتھ مشغولیت اس کیلئے عظیم مقاصد کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بن جائے، اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے بہترین عمل سے اس کو روکے، تو وہ اولاد جو ایک نعمت خداوندی تھی اس کیلئے وبال اور دشمن جان بن جاتی ہے ۔اور اس طرح وہ خسارے میں پڑ جاتا ہے اس خسارے سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ بطور تنبیہ فرماتا ہے یآ ایھا الذین آمنوا لاتلھکم أموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ۔ ومن یفعل ذلک فأولئک ھم الخسرون (المنافقون:۹) ''اے ایمان والو! تم کو تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جس نے ایسا کیا (کہ مال واولاد کے وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو بھلادے) تو یہی لوگ ہیں خسارے میں پڑنے والے۔'' پس جو آدمی مال اور بیوی بچوں سے مناسب رویہ اختیار کرے اور ان کی فکر ومحبت کی وجہ سے احکام شرع اور ذکر الٰہی میں خلل نہ ڈالے تو یہ چیزیں اس کے لئے قرب کے منازل کو طے کرنے میں مددگار اور رختِ سفر ثابت ہوسکتی ہیں اور جو آدمی ان چیزوں کی محبت کو دل میں اس طرح جگہ دے دے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اسکے دل سے نکل جائے اور فکر آخرت سے غافل ہوجائے تو یہ چیزیں اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ کشتی پانی کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دے۔ تو پانی کی سطح کی پر کشتی منزل تک پہنچ جاتی ہے اور جب پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے تو کشتی کو ڈبو دیتا ہے۔ آب اندر زیر کشتی پشتی است آب در کشتی ہلاک کشتی است

باب ماجاء فی رحمة الولد

بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا بیان

حدثنا ابن أبی عمر و سعید بن عبدالرحمن قالا ثنا سفیان عن الزھری عن أبی سلمة عن أبی ھریرة قال أبصر الاقرع بن حابس النبی ﷺ وھو یقبل الحسن۔ وقال ابن أبی عمر۔ الحسن أو الحسین۔ فقال ان لی من الولد عشرة ماقبلت أحدا منھم فقال رسول اللہ ﷺ: انہ من لایرحم لایرحم۔ وفی الباب عن انس وعائشة و أبو سلمة بن عبدالرحمن (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) اسمہ عبداللہ بن عبدالرحمن۔ وھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اقرع بن حابسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسنؓ کا بوسہ لے رہے ہیں تو اقرع بن حابسؓ نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں؟ میں نے تو ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اور اس باب میں

حضرت انس اور حضرت عائشہ اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے بھی روایات آئی ہیں۔ اس (ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن) کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

گزشتہ باب میں یہ ذکر ہوا کہ بچے بخل، جبن اور جہل کا سبب ہیں۔ اس باب میں بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا بیان ہے اور یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار اور محبت کا برتاؤ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ دین اسلام اس کا تاکید کے ساتھ حکم دیتا ہے کہ جو آدمی بچوں پر اور دوسری مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ یہ طرز اس لئے اختیار کیا گیا کہ بعض گنوار بدوی قسم کے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے کسی بات کا ایک پہلو ذکر کیا جائے تو وہ وہی رخ اختیار کر لیتے ہیں اور دوسری جانب مڑ کر دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ بعض نا سمجھ لوگ جب یہ سن لیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو بخل، بزدلی اور جہل کا سبب فرمایا ہے۔ اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ رحمت و شفقت بھی ترک کر دے اور بچوں کے ساتھ سخت مزاجی کا معاملہ اختیار کر دے۔ بعض لوگوں کی طبائع ایسی سخت ہوتی ہیں کہ بیوی بچوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے تند مزاجی سے پیش آتے ہیں اور بچوں کو گود میں لینا اور ان سے محبت و شفقت کرنا مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنا اخلاق کریمانہ کے خلاف ہے۔ اسلام ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی سکھاتا ہے۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ بچوں کیساتھ محبت میں اس طرح بھی مشغول نہ ہو جائے کہ اس وجہ سے وہ بخیل بن کر انفاق فی سبیل اللہ سے رک جائے۔ اور بزدل بن کر جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرانے لگے اور علم دین حاصل کرنا کو چھوڑ کر جاہل بن جائے۔ بچوں کیساتھ محبت میں ایسا انہماک اختیار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھول جائے اور فرائض اسلامیہ سے غفلت برتنے لگے۔ یہ محبت میں افراط اور غلو ہے جو کہ حرام اور ناجائز ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ والدین بچوں کو گود میں نہ لیں اور ان کا بوسہ نہ لیں، انکے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ نہ کریں یا ان سے پیار و محبت کی باتیں نہ کریں۔ ایسا کرنے سے بچے والدین اور بڑوں کی شفقت سے محروم رہ جائیں گے جو کہ شریعت مقدسہ میں کبھی بھی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسنؓ کا، یا حسنؓ اور حسینؓ دونوں میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا۔ اسی طرح دوسری روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو گود میں لینا، اور ان پر شفقت کرنا اور ان کے ساتھ خوش مزاجی کی باتیں کرنا منقول ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اعتدال کا راستہ واضح فرما کر امت کی رہنمائی کا حق ادا فرمایا ہے۔

حضرت اقرع بن حابسؓ: حضرت اقرع بن حابسؓ بنو تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ پہلے مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ فتح مکہ کے بعد وفد بنو تمیم میں شامل ہو کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں شریف اور معزز سمجھے جاتے تھے۔ عبداللہ بن عامرؓ نے ان کو ایک لشکر

کا سپہ سالار بنا کر خراسان کی طرف بھیجا تھا، جوز جان کے مقام پر لشکر سمیت شہید ہو گئے۔ان سے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن اجمعین)(الاکمال فی اسماء الرجال للخطیب)

وقال ابن أبی عمر الحسن أو الحسین: امام ترمذیؒ کو یہ روایت مذکور سند کے ساتھ دو راویوں نے بیان کی ہیں۔ (۱) ابن ابی عمر (۲) اور سعید بن عبدالرحمٰن۔پس امام ترمذی کے ان دونوں شیوخ میں سے ثانی الذکر شیخ سعید بن عبدالرحمٰن نے تو جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے جس نواسے کا بوسہ لیا وہ حضرت حسنؓ تھے، لیکن اول الذکر شیخ ابن ابی عمر نے تردید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت حسنؓ یا حسینؓ دونوں میں سے کوئی ایک تھے۔

انه من لایرحم لایرحم: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اقرع بن حابسؓ کی اس عادت کو پسند نہیں فرمایا جو کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے دس بچوں میں سے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔جناب رسول اللہ ﷺ نے اس عادت کو رحمت وشفقت کے خلاف قرار دے کر فرمایا۔انه من لایرحم لایرحم: بات یہ ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائیگا۔ اور حاصل معنی اس کا یہ ہے کہ جو آدمی مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔اگر چہ موقع تو خاص بچوں کیساتھ رحمت وشفقت کی ترغیب دلانے کا تھا لیکن جناب ہادی عالم ﷺ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو تعمیم کا اور بوڑھوں، بچوں، جوانوں، مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے: ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (الحدیث) ترجمہ:تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ جس کی شان بلند وبالا ہے) تم پر رحم کرے گا۔

؎ کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اور ایک صحیح حدیث میں ہے۔انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء (الحدیث) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف ان پر رحم فرماتا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرتے ہیں۔

بلکہ انسانوں سے بڑھ کر حیوانات اور جانوروں پر بھی رحم کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور جالب رحمت خداوندی ہے اور جانوروں کے ساتھ ظلم اور تشدد کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عورت کو اس وجہ سے جنت میں داخل فرمایا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی زبان باہر نکل آئی تھی۔اس عورت کو اس پر رحم آیا اور اس نے اس کتے کو پانی پلایا۔اور ایک دوسری عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس وجہ سے جہنم میں بھیجا کہ اس نے ایک بلی باندھ رکھی تھی، نہ اس کو چھوڑ دیتی کہ وہ زمین میں پھر کر کچھ کھا پی لے اور نہ خود اس کو کچھ کھانے پینے کے لئے دیتی تھی۔